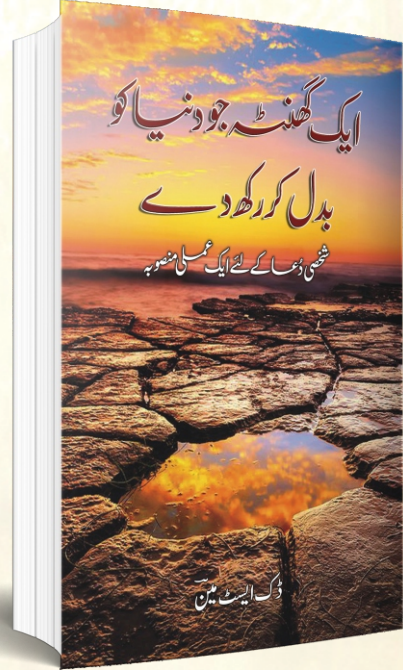


اپنی شخصی اور خاندانی دُعائیہ زندگی کو منظم کرنے کے لئے
اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔

دُعائیہ گھنٹہ

جو زندگی بدل کر رکھ دے



Every Home for Christ

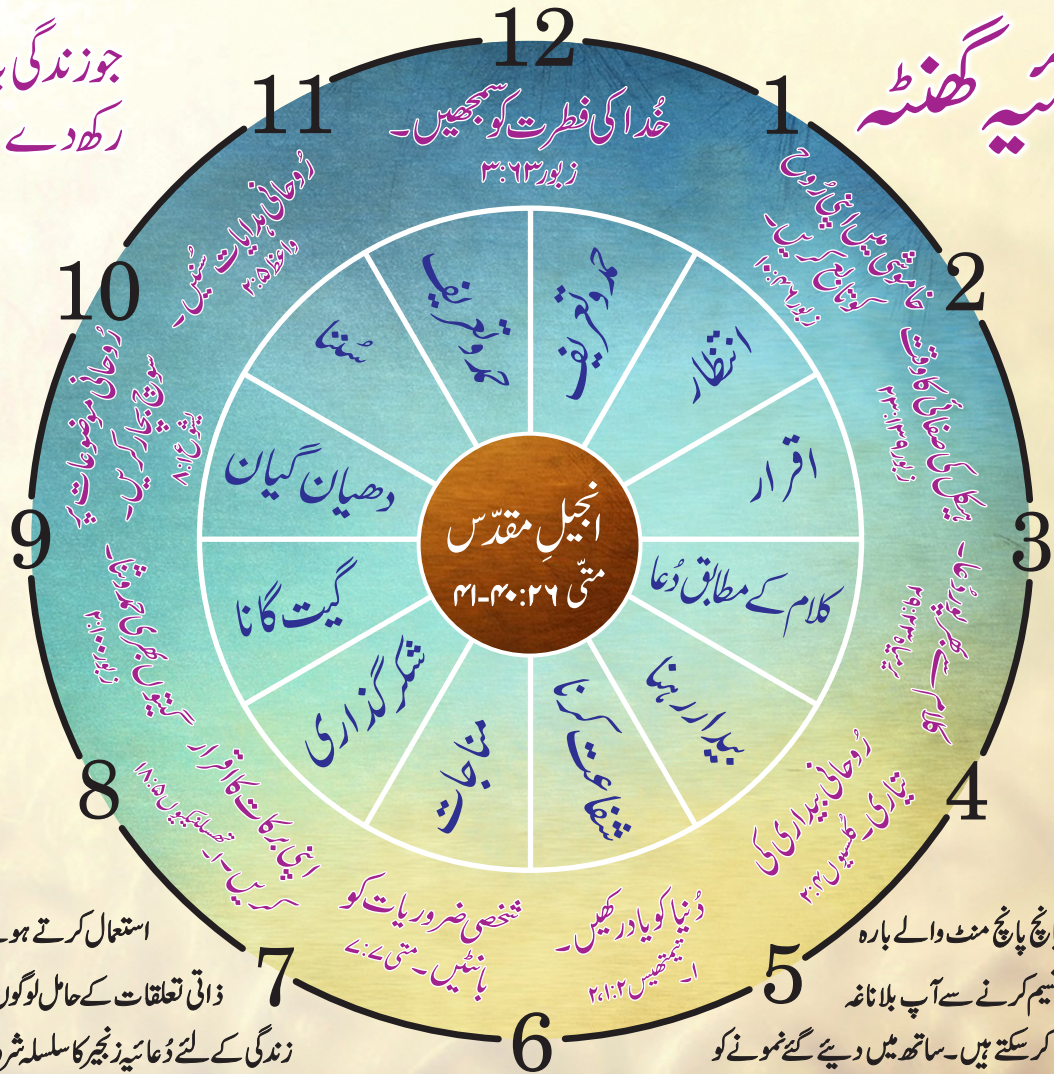


0345-2013578, 0345-2013579, 0345-2013580

ای میل: everyhomepk@gmail.com ویب سائٹ: ehcpk.org

دُعائیہ گھنٹہ

جو زندگی بدل کر رکھ دے



استعمال کرتے ہوئے قوموں،

ذاتی تعلقات کے حامل لوگوں اور خود اپنی

زندگی کے لئے دُعائیہ زنجیر کا سلسلہ شروع کریں۔

ایک گھنٹے کو پانچ پانچ منٹ والے بارہ

حصوں میں تقسیم کرنے سے آپ بلاناغہ

ایک گھنٹہ دعا کر سکتے ہیں۔ ساتھ میں دیئے گئے نمونے کو

۱- حمد و تعریف (خُدا کی فطرت کو سمجھیں)

حمد کرنا بنیادی طور پر خُدا کی الہی فطرت کو زبان سے تسلیم کرنا ہے۔ حمد سے ہماری دُعا میں خُدا کی حضوری آجاتی ہے ”کیونکہ تیری شفقت زندگی سے بہتر ہے۔ میرے ہونٹ تیری تعریف کریں گے“۔ (زبور ۶۳: ۳)

حمد و تعریف فطری طور پر بے غرض ہوتی ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اپنی توجہ کو اپنے آپ پر سے ہٹا کر خُدا پر لگائیں کیونکہ کوئی شخص اپنی خودی کا انکار کئے بغیر خُدا کی تعریف نہیں کر سکتا۔

انسان کا بڑا مقصد یہی ہے کہ وہ خُدا کو جلال دے اور ابد الابد اس کی حضوری سے برکت پائے۔ حمد و تعریف کے وسیلہ سے ہی انسان اپنے اس بڑے مقصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ جب ہم اُس کی حمد کرتے ہیں تو خُدا ہماری دُعا میں موجود ہوتا اور سکونت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ دُعا میں خُدا سے کچھ مانگا جائے، اُس کی مہربانیوں اور الہی صفات کو تسلیم کریں اور اُس کی حمد اُس کے شایان شان کریں۔

دُعا کے آغاز میں ہی خُدا کو پہچانیں کہ وہ کیا ہے۔ حمد و تعریف سے جلدی جلدی آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنے مُنہ کے الفاظ کے وسیلہ سے مناسب وقت تک خُدا کی حمد و تعریف کریں۔ (زبور ۳۵: ۲۸،

(زبور ۱۵۰: ۲)

۲- انتظار (خاموشی میں اپنی رُوح کو تابع کریں)

انتظار کرنا حمد کرنے سے مختلف ہے۔ حمد و تعریف میں ہم با آواز بلند خُدا کی تعظیم کرتے ہیں۔ انتظار، خاموشی و محبت کے اظہار کا وقت ہوتا ہے۔ حمد و تعریف دلیری سے پُکارتی ہیں، اے خُدا تیری ذاتِ اقدس میں مجھے کیا ہی اعلیٰ صفات دکھائی دیتی ہے۔ اور انتظار دھیمی آواز میں کہتا ہے ”اے خُدا میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں“۔ خاموش انتظار ہی میں خُدا کی پہچان کا بہترین مکاشفہ حاصل ہوتا ہے۔ کلامِ اقدس فرماتا ہے کہ خاموش ہو جاؤ اور جان لو کہ میں خُدا ہوں۔ میں قوموں کے درمیان

سر بلند ہوں گا میں ساری زمین پر سر بلند ہوں گا۔ (زبور ۴۶: ۱۰)

حمد کرنے میں ہم خُدا کی الہی فطرت کا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں، جبکہ انتظار کرنا خُدا کی محبت بھری فطرت کے پہلو پر خاموشی سے توجہ مرکوز کرنے کا وقت ہے۔ اس سے ہمارے دُعا یہ وقت میں خُدا کی سلامتی آتی ہے۔ کتابِ مقدس میں لکھا ہے کہ ”جس کا دل قائم ہے تو اسے سلامت رکھے گا کیونکہ اُس کا توکل تجھ پر ہے“۔ (یسعیاہ ۲۶: ۳)

اگر ہم عظیم اور دانا لوگوں کے سوانحِ حیات کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ سب طویل خاموشی اور گہری سوچ بچار (مراقبہ) کرنے والے لوگ تھے۔ اُن کی رُوبا، قوت اور دانائی کے کارناموں کی بنیاد خاموشی تھی۔ خُدا کا انتظار کرنے کے لئے آپ کا پورا وجود درکار ہوتا ہے۔ آسمانی آواز سُننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جائیں۔

۳۔ اقرار (ہیکل کی صفائی کا وقت)

اے خُدا! تو مجھے جانچ اور میرے دل کو پہچان۔ مجھے آزما اور میرے خیالوں کو جان لے۔ (زبور ۱۳۹: ۲۳) اقرار کے لفظی معنی خُدا کے ساتھ کسی معاملہ پر ”اتفاق کرنا“ ہے۔ جب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تو گناہ کے بارے میں کلام خُدا کے بیان اور پاک رُوح کے ذریعے مخصوص گناہ کے ظاہر کئے جانے سے اتفاق کرتے ہیں جیسے خُدا کے قدیم کاہن ہیکل کو ہر طرح کی آلودگی سے پاک کرنے کیلئے اندر جاتے تھے (دیکھیں ۲۔ تواریخ ۲۹ باب) اُسی طرح اقرار کرتے وقت ضرور ہے کہ مخصوص گناہوں کا اقرار کیا جائے۔ زبور نویس نے کہا ہے کہ ”میں اپنی بدی کو ظاہر کروں گا۔“ (زبور ۳۸: ۱۸)

اقرار دراصل ہماری حیثیت کی دلی سچائی کی عکاسی ہے۔ خُدا کے حضور اس کی بڑی اہمیت ہے۔ زبور نویس جامع انداز میں اسے یوں بیان کرتا ہے ”اگر میں بدی کو اپنے دل میں رکھتا تو خُدا وند میری نہ سُنتا“ (زبور ۶۶: ۱۸) ہمیں ہر روز زبور نویس کی مانند دُعا کرنے کی ضرورت ہے کہ ”اے خُدا تو مجھے جانچ اور میرے دل کو پہچان۔ مجھے آزما اور میرے خیالوں کو جان لے اور دیکھ کہ مجھ میں کوئی بُری روش تو نہیں اور مجھ کو ابدی راہ میں لے چل۔“ (زبور ۱۳۹: ۲۳-۲۴)

اقرار سے دُعا میں اعتماد پختہ ہو جاتا ہے۔ اے خُداوند، مجھے اقرار کرنا سیکھا!

۴۔ کلام کے مطابق دُعا (کلام سے بھرپور دُعا)

اگر ہم کلام کے ذریعے سے خُدا کو جاننے میں بہت کم یا بالکل وقت نہیں دیتے ہیں تو ہم رُوحانی اعتماد میں مضبوط ہونے کی کبھی توقع نہیں کر سکتے۔ اسلئے رُوحانی زندگی میں خُدا کے کلام کا حقیقی حصہ ضرور ہونا چاہئے۔ ”اس واسطے ہم بھی بلاناغہ خُدا کا شکر کرتے ہیں کہ جب خُدا کا پیغام ہماری معرفت تمہارے پاس پہنچا تو تم نے اُسے آدمیوں کا کلام سمجھ کر نہیں بلکہ (جیسا حقیقت میں ہے) خُدا کا کلام جان کر قبول کیا اور وہ تم میں جو ایمان لائے ہوتا شیر بھی کر رہا ہے۔“ (۱۔ تھسلیونیکیوں ۲: ۱۳) غور کریں کہ زبور نویس زبور ۱۱۹: ۵۸ میں خُدا کو اُس کے وعدے یاد دلاتا ہے۔ جب بھی کبھی ہم خُدا کے کلام کو اپنی دُعا میں شامل کرتے ہیں تو چارلس سپرجن کے کہنے کے مطابق ہم خُدا کے وعدوں کی وکالت کرتے ہوئے اُسے کہتے ہیں کہ ہماری دُعاؤں کے تعلق سے اپنے کلام کی لاج رکھنا۔ اس طرح کی دُعا سے خُدا کو خوش ملتی ہے اور اس سے ریشاندہی ہوتی ہے کہ ہم واقعی اُس کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں۔

کم کلام اور کم دُعا، رُوحانی موت کے مترادف ہے۔ زیادہ کلام اور کم دُعا ایک بیمار رُوحانی زندگی ہے۔ زیادہ دُعا اور کم کلام، کسی حد تک زیادہ زندگی بخش بات ہے مگر اس سے ثابت قدمی نہیں آتی۔ ہر روز کلام اور دُعا سے بھرپور زندگی ہی صحت مند اور توانا رُوحانی زندگی ہے۔

۵۔ بیدار رہنا (روحانی بیداری کی تیاری)

ڈاکٹر کرٹس مچل کہتے ہیں کہ درست طور پر دُعا کرنے کے لئے دُعا گو شخص کو ذہنی طور پر ہوشیار اور بیدار ہونا چاہئے۔ ہوتا یہی ہے کہ دُعا کا زیادہ تر وقت بے دلی اور نیند سے بوجھل ذہن کے ساتھ گزار دیا جاتا ہے۔ دُعا میں بیدار ہونے کے عمل میں ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم شیطان کے ان حیلوں سے واقف ہوں جن سے وہ ہماری دُعاؤں کو موثر ہونے سے روکتا ہے۔ دُعا کے آغاز پر ہی وہ آجاتا ہے اور اس طور سے حملے شروع کر دیتا ہے کہ ہمیں دُعا کے کلیدی نکات ہی بھول جاتے ہیں۔ دُعا میں بیدار رہنا یہی ہے کہ ہم ان حملوں سے خبردار رہیں اور ان کے خلاف نبرد آزما ہوں۔ ”دُعا کرنے میں مشغول اور شکرگزاری کے ساتھ اُس میں بیدار رہو۔“ (کلسیوں ۴: ۲)۔ ”ہر وقت اور ہر طرح سے رُوح میں دُعا اور منت کرتے رہو....“ (افسیوں ۶: ۱۸) یہ بہت اہم ہے کہ ہم پاک رُوح پر بھروسہ کریں تاکہ وہ دُعا کے مرحلہ میں ہماری رہنمائی کرے۔۔۔ کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔“ (رومیوں ۸: ۲۶)

”جاگوا اور دُعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔“ (متی ۲۶: ۴۱)

۶۔ شفاعت کرنا (دُنیا کو یاد رکھیں)

پس میں سب سے پہلے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مُناجاتیں اور دُعا میں اور التجائیں اور شکرگذاریاں سب آدمیوں کے لیے کی جائیں۔ بادشاہوں اور سب بڑے مرتبہ والوں کے واسطے اس لئے کہ ہم کمال دین باری اور سنجیدگی سے امن و آرام کے ساتھ زندگی گذاریں۔ (۱)۔ مختصص ۲: ۱-۲) بیداری کے مرحلے سے آگے بڑھ کر شفاعت کا مرحلہ آتا ہے اور دُعا کا کوئی بھی دور اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کچھ وقت دوسروں کی ضروریات کو خُدا کے حضور پیش کرنے میں صرف نہ کیا جائے، خصوصی طور پر اُن رُوحوں کی ضروریات کیلئے جن تک انجیل کی بشارت ابھی نہیں پہنچی۔ ہمارا عظیم ترین ”مقصد“ خُدا کو جلال دینا ہے۔ ہمارا عظیم ترین ”کام“ کھوئے ہوؤں تک انجیل کی خوشخبری پہنچانا ہے۔ یہی سبب ہے کہ شفاعت دُعا عام عمل کا ضروری حصہ ہے۔ اسے بجا طور پر ”دُعا کی جان“ کہا جاسکتا ہے۔ شفاعت کیا ہے؟ یہ خُدا کا ایک طریقہ ہے جس میں وہ اپنے شاگردوں کو شامل کرتا ہے تاکہ وہ بھی مکمل طور پر اس کے منصوبہ کی تکمیل کا حصہ بنیں۔ شفاعتی دُعا کے علاوہ کسی اور طریقہ سے ایماندار شخص خُدا کے کام بالخصوص عالمی بشارت کے عمل کا حصہ نہیں بن سکتا۔ بُنّیادی طور پر، شفاعت سے مراد وہ دُعا ہے جو کسی دوسرے شخص کی خاطر کی جائے۔ شفاعت سے مراد درمیانی بننا ہے۔ یہ ایک برگشتہ زندگی اور قادرِ مطلق خُدا کے درمیان کھڑے ہونے کا نام ہے جب ہم دوسروں کی خاطر دُعا میں اپنی بانہیں پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں تو ہم دوسروں کی نجات کے کام میں خُدا کے شانہ بشانہ شریک ہو جاتے ہیں۔ جس سے ہم ان کے لئے محبت کا اظہار کر سکتے ہیں۔

۷۔ مناجات (شخصی ضروریات کو بانٹیں)

مُناجات دُعا کا وہ پہلو ہے جس میں ہم خُدا سے کوئی مخصوص شخصی چیز مانگ سکتے ہیں کوئی ایسی رُوحانی یا مادی چیز جو خود غرضی کے عنصر سے عاری ہو، مانگنا کلامِ مقدس کے منافی نہیں ہے۔ اس کی مثال ہمیں عہدِ عتیق کے ایک اقتباس میں ملتی ہے۔ یہ اقتباس نسب ناموں کی ایک طویل فہرست کے وسط میں پایا جاتا ہے۔ تفاسیر بیان کرتی ہے کہ ”ا۔ توارخ کے ان نسب ناموں میں پانچ سو سے زائد اشخاص کے ناموں کا ذکر ملتا ہے۔ تاہم اس تھکا دینے والے نسب نامہ کے وسط میں خُدا نے ناموں کی فہرست روک کر ان اشخاص میں سے ایک شخص کا مختصر احوال بیان کیا ہے۔ اس شخص کا نام یعیض ہے۔ کتابِ مقدس فرماتی ہے۔ ”اور یعیض اپنے بھائیوں میں زیادہ مُعز تھا اور اُس کی ماں نے اُس کا نام یعیض رکھا کیونکہ کبھی تھی کہ میں نے غم کے ساتھ اُسے جنم دیا اور یعیض نے اسرائیل کے خُدا سے یہ دُعا کی آہ تُو مجھے واقعی برکت دے اور میری حُد و کو بڑھائے اور تیرا ہاتھ مجھ پر ہوا اور تُو مجھے بدی سے بچائے تاکہ وہ میرے غم کا باعث نہ ہو! اور جو اُس نے مانگا خُدا نے اُس کو بخشا۔“ (ا۔ توارخ ۴: ۹-۱۰) ہمیں چاہئے کہ ایک بھکاری جیسی فروتنی کے ساتھ مانگیں، ایک نوکر جیسی احتیاط کے ساتھ دھونڈیں اور ایک دوست جیسے اعتماد کے ساتھ کھٹکھٹائیں۔“

۸۔ شکرگزاری کرنا (اپنی برکات کا اقرار کریں)

شکرگزاری اس اعتبار سے ستائش سے فرق ہے کہ حمد و ستائش سے خُدا کون ہے پر توجہ دی جاتی ہے جبکہ شکرگزاری میں خُدا نے ہمارے لئے کیا کیا ہے اس پر توجہ دی جاتی ہے۔ ”جب جب ہم خُدا کی شکرگزاری کرتے ہیں تو ہم اس کے کاموں کی بدولت اس کو جلال دیتے ہیں اور جب ہم پرستش اور ستائش کرتے ہیں تو ہم خُدا کی ذات کے اعتبار سے اُسے جلال دیتے ہیں“ شکرگزاری کو ”برکات کا اعتراف“ بھی کہا جاسکتا ہے۔ دُعا کے اس پہلو کے دوران ہم زندگی کی تمام تر برکات کی شناخت کرتے اور خُدا کے حضور ان کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ دُعا کا لازمی جز ہے کیونکہ یہ ہمارے دل کو خُدا کی جانب مائل کرتا اور اُسے مکمل طور پر خُدا پر مرکوز کرتا ہے۔ حمد و ستائش کی طرح شکرگزاری بھی ایماندار شخص کی توجہ کو اپنی خودی سے ہٹا کر اسے اس عنصر پر مرکوز کرتی ہے جس سے دُعا موثر ٹھہرتی ہے۔ ہم خُدا کو حمد و ستائش اور شکرگزاری کے سوا دے بھی کیا سکتے ہیں؟ زبور نویس فرماتا ہے ”خُداوند کی سب نعمتیں جو مجھے ملیں میں اُن کے عوض میں اُسے کیا دوں؟ (زبور ۱۱۶: ۱۲) پھر وہ جواب دیتے ہوئے کہتا ہے ”میں نجات کا پیالہ اٹھا کر خُداوند سے دُعا کروں گا۔“ (زبور ۱۱۶: ۱۳)

۹۔ گیت گانا (گیتوں بھری حمد و ثنا)

”خوشی سے خُداوند کی عبادت کرو گاتے ہوئے اس کے حضور حاضر ہو۔“ (زبور ۱۰۰:۲) محبت کے الفاظ ہمارے دل کے سُر کے ساتھ مل کر سب سے زیادہ خوبصورت حمد و ثنا پیش کرنے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ پولس اور سیلاس قید خانہ میں خُدا کے لئے ”حمد کے گیت گارہے تھے“ (اعمال ۱۶:۲۵) یقیناً اس سلین زدہ کال کوٹھری میں گیتوں کی کُتب دستیاب نہیں تھی۔ اُن کے حمد و تعریف کے گیت یقیناً ان کے دلوں کی کیفیت کی دھنوں پر مُرتب کردہ تھے۔ ان دھنوں کے ساتھ حمد و ثنا کے شخصی لفظ شامل تھے۔ دُعا کے دوران خُداوند کے حضور نغمہ سرا ہونا، تازگی اور جوش سے سرشار ہو کر خُدا کی عبادت کرنے سے بڑھ کر ہے۔ دراصل یہ ایک عسکری ہتھیار ہے جو ہماری دُعا کو بڑی قوت سے بھر دیتا ہے۔ تاہم، دُعا کے اس پہلو کے اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ غیر مطلوب باتیں بھی شامل التجا ہو جائیں جیسے کہ کسی دوسرے شخص کی تحریر کردہ دُعاؤں کو پڑھنے سے ہماری اپنی دُعا چھکی اور مُردہ لگتی ہے۔ رُوح القدس سے درخواست کریں کہ وہ آپ کے دل سے ”نئے“ گیت پیدا کرے اور ان گیتوں کی مدد سے آپ مختلف مضامین پر مبنی گیت گانے کے قابل ہو جائیں گے۔

۱۰۔ دھیان گیان (رُوحانی موضوعات پر سوچ بچار)

دھیان گیان کا عمل تب تک بے سود ہے جب تک ہمیں اس سے کوئی ایسی بات نہ ملے جسے ہم اپنی دن بھر کی مصروفیت کے دوران بھی یاد کر کے تازگی حاصل کر سکیں۔“ لفظ دھیان گیان کے لئے عہد عتیق میں ”ہلکی آواز میں خود کلامی کرنا“ یا ”غور و فکر کرنا“ کے معنی والے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے کسی رُوحانی معاملے پر خاموش باطنی مطالعہ کا اشارہ ملتا ہے۔

”میں گزشتہ زمانوں کو یاد کرتا ہوں۔ میں تیرے سب کاموں پر غور کرتا ہوں اور تیری دست کاری پر دھیان کرتا ہوں۔“ (زبور ۱۴۳:۵) ہر وہ بات جو خُدا کی تعریف کے لائق ہے وہ دھیان گیان کے لائق ہے۔ ”شریعت کی یہ کتاب تیرے مُنہ سے نہ بٹے بلکہ تجھے دن اور رات اسی کا دھیان ہوتا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سب پر تو احتیاط کر کے عمل کر سکے کیونکہ تب ہی تجھے اقبال مندی کی راہ نصیب ہوگی اور تو خوب کامیاب ہوگا۔“ (یشوع ۸:۱) آخر پر اپنے دھیان گیان کے عمل کو مثبت سوچوں پر مرکوز کریں۔ پولس نے فلپیوں کے ایمانداروں سے کہا تھا کہ ”غرض اے بھائیوں! جتنی باتیں سچ ہیں اور جتنی باتیں شرافت کی ہیں اور جتنی باتیں واجب ہیں اور جتنی باتیں پاک ہیں اور جتنی باتیں پسندیدہ ہیں اور جتنی باتیں دلکش ہیں غرض جو نیکی اور تعریف کی باتیں ان پر غور کیا کرو“ (فلپیوں ۴:۸)

۱۱- سُننا (رُوحانی ہدایات کو سُنیں)

خُدا کے پاس ہم سب کیلئے روزانہ کی بنیاد پر خصوصی منصوبہ جات ہیں اس لئے ان منصوبہ جات کے حوالہ سے خُدا کی بات کیلئے ہمیں وقت نکالنا ہوگا جو دُعا کے دوران نکالا جاسکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خُدا اسرارِ دُنیا سے بات کرتا ہے اُس وقت بھی جب ہمیں پتا بھی نہیں چلتا لیکن وہ خاموشی سے ہماری راہنمائی کرتا رہتا ہے۔ اس حقیقت سے قطع نظر اپنی شخصی دُعا کی خلوت میں اُس کی آواز سُننا بہت اہم ہے۔ اسی لئے دُعا کے دوران کچھ وقت خاص طور پر ”سُننے“ کے لئے الگ کرنا اچھا ہے۔ دُعا کے دوران جب ہم سُننے کیلئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو اُن ساری باتوں کو ”ذہنی طور پر جذب کرنے“ کیلئے حاضر کرتے ہیں جو خُدا ہمارے ساتھ بانٹنے کا خواہش مند ہے تاکہ ہمارا دُنیا اُس کیلئے فرحت بخش اور پیداواری بن سکے۔ ”اور جیسے کوئی شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے ویسے ہی خُداوند روبرو ہو کر موسیٰ سے باتیں کرتا تھا۔“ (خروج ۳۳: ۱۱)

اگر ہم حقیقت میں خُدا کے دوست بننا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے سُننے کا بھید سیکھنا از حد ضروری ہے۔ یسوع نے ناصر ف انسان کے کھلے دلی دروازے سے اندر داخل ہونے کا ذکر کیا بلکہ وعدہ کیا کہ وہ اس شخص کے ساتھ کھانا بھی کھائے گا (مکاشفہ ۲۰: ۳) کھانا کھانے سے مراد رفاقت ہے۔ ہماری دُعا میں زیادہ تر رفاقت رکھنے کی بجائے مانگنے پوچھنے ہوتی ہے۔ اکثر دُعا میں ایک طرفہ اور خود نمائی سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ہماری دُعا ایک گفتگو کی مانند ہونی چاہئے جس میں ہم جتنا بولیں اس قدر سُنیں بھی۔

۱۲- حمد و تعریف (خُدا کی فطرت کو سمجھیں)

دُعا سَیہ کوٹھری کے اندر حمد و تعریف ہمیں باہر کے دشمنوں پر غلبہ پانے کے لئے تیار کرتی ہے۔ اس حقیقت کی توثیق Paul Billheimer کی گواہی سے بھی ہوتی ہے: ”ستائش انسانی رُوح کے لئے ایک خزانہ، عظیم ترین بھلائی، اعلیٰ ترین خوشی، مُسرّت بخش تسکین، ارفع تبدیلی اور سب سے بڑھ کر اطمینان بخش وسیلہ ہے۔ جس طرح خُدا کے برخلاف بغاوت، کٹھور پن اور ناشکری کے باعث انسانی رُوح نہایت کمزور، بدترین اور ظلم سے بھرے جزبات تقویت پاتے ہیں اسی طرح لاحد و محبت کرنے والے محبوب خُدا کی پرستش و ستائش کرنے سے ہمارے باطن میں اعلیٰ قسم کی شادمانی، تبدیلی اور الہی احساس بڑھتا، تقویت پاتا اور پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی شخص خُدا کی ستائش کرتا ہے تو وہ قدم بہ قدم، جلال تک متواتر تبدیل ہوتا جاتا ہے اور یوں خُدا کی بے پایاں شادمانی کی صورت میں ڈھلتا جاتا ہے۔“

دُعا کا دائرہ پورا ہو چکا ہے اور اب ہم دوبارہ حمد و تعریف کے مرحلہ پر آگئے ہیں۔ ہم نے حمد و تعریف کے عمل سے شروع کیا تھا اور ہم اسے حمد و تعریف کے عمل پر ختم کریں گے۔ دُعا کے اختتام پر ہم خُدا کی حمد و تعریف کرتے ہیں۔ ”میں ہمیشہ تیری شکر گزاری کرتا رہوں گا کیونکہ تو ہی نے یہ کیا ہے۔“ (زبور ۹۵: ۹)